Scanned by CamScanner

نگارش حضرت اُستاذ العلماء علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ اجمعین امابعد۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ دنیا میں وقفہ وقفہ سے ایسے علماء کرام پیدا فرماتا رہے گا جو کہ علماء سوء کی تاویلات باطلہ اور مبطلین کے مزعومات فاسدہ سے مسلمانوں کو متنبہ فرماتے رہیں گے اور جتنا زمانہ نبوۃ علیٰ صاحباہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور قرب قیامت ہوگا اتنا ہی تاویلات زائغہ اور اعتقادات کاسدہ کی کثرت ہوگی تا آنکہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی اس دوران اپنی سنت جاری فرماتا رہیگا اور علماء زور کے مقابلہ میں علماء صدق پیدا فرماتا رہے گا چنانچہ تاریخ دان حضرات پر واضح ہے کہ ہر دور میں صالحین نے مبطلین کا رد فرمایا اور دین کی تجدید فرمائی اسی سلسلہ کی کڑی میرے ایک عزیز حضرت مولانا العلامۃ جناب صائم چشتی فیصل آبادی ہیں صائم صاحب کی تین تصانیف بندہ کی نظر سے گزری ہیں اول گیارہویں شریف ہے چونکہ مبطلین نے اولیاء کرام کے لئے ایصال ثواب کو مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل کردیا اور حلال طیب کو حرام قطعی میں داخل کرنے کی سعی نامشکور کی تو جناب صائم صاحب نے نہایت اچھوتے انداز میں مبطلین کا رد بلیغ فرمایا اور کتاب مستطاب گیارہویں شریف تالیف فرمائی جو کافی مدت ہوئی کہ طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوچکی ہے اور اب دوسرے ایڈیشن میں قدم رکھ رہی ہے۔

دوسری کتاب شہید ابن شہید ہے کہ بعض خوارج نے حضرت سیّد الشہداء امام مظلوم نبیرہ ختم المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وعلی اولادہ الکرام پر زبان طعن دراز کی ہے اور یزید اظلم علیہ ما علیہ کو حق بجانب ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے حضرت صائم کی حب اہل بیت کرام کی رگ پھڑکی اور کتاب مذکور بالا تصنیف فرما کر خوارج کا دندان شکن رد بلیغ فرمایا اور حمایت اور تائید اہل بیت کی سعادت سے اللہ تعالیٰ نے صائم صاحب کو سرفراز فرمایا، حالانکہ پاکستان میں مشاہیر علماء اہل سنت موجود ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

تیسری کتاب حضرت مولانا صائم چشتی نے حضرت ابوطالب عم النبی ﷺ کے ایمان کے متعلق تحریر فرمائی ہے اس کتاب کا مضمون اور موضوع ایک نہایت نازک مسئلہ ہے جس پر قلم اٹھانا ہر کسی کا کام نہیں ہے بلکہ نامور علماء کا کام ہے۔ مصنف فاضل نے اس مسئلہ کی تحقیق کا حق ادا کیا ہے کہ اپنی وسعت علمی اور کثرت معلومات کا ثبوت، مہیا فرما کر اہل علم پر بڑا احسان فرمایا ہے اس فقیر محرر ایں سطور خادم الطلبہ عطا محمد چشتی گولڑوی نے جناب صائم صاحب کی کتاب گیارہویں شریف پر مختصر تقریظ تحریر کی ہے جو شاید کتاب کی دوسری طبع میں شائع ہوگی اس مقام میں یہ فقیر سراپا تقصیر مولانا صائم صاحب کی تیسری تصنیف پر تبصرہ کرنا چاہتا ہے جس میں حضرت ابوطالب کے ایمان پر محققانہ بحث کی گئی ہے اگرچہ تبصرہ اور تقریظ اختصار کی متقاضی ہے لیکن زیر تبصرہ مسئلہ ایسا دریا ہے کہ اس کو کوزے میں بند کرنا کم از کم اس فقیر کا مقدور نہیں ہے اس لئے اگر تبصرہ میں طوالت ہو جائے تو بندہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ تبصرہ سے قبل چند تمہیدی مقدمات پیش خدمت ہیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

نہیں ہے تو اگر اپنی جان کے ساتھ نبی ﷺ کی جان کو بھی شدید خطرہ لاحق ہو تو زبان پر اجراء کلمات کفریہ اجراء کلمات محتملہ بطریق اولیٰ منافی ایمان نہیں ہوگا۔

مقدمہ چہارم:

کفر کی کئی صورتیں ہیں اول دل میں تصدیق نہیں ہے اگرچہ زبان پر اقرار ہے، دوم بلاعذر اور اکراہ زبان پر اجراء کلمہ کفر، سوئم ایسا فعل کرنا جو کہ کفر اور تکذیب پر دلالت کرے اور کوئی جبر اور اکراہ نہیں ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکنا۔

مقدمہ پنجم:

ایمان اور کفر کے دلائل بظاہر متعارض ہوں تو ایمان کے دلائل کو ترجیح ہوگی اگرچہ دلائل ایمان ضعیف ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی تصریح کتب فقہ میں ہے۔ الاسلام یعلو ولا یعلی یعنی لسلام کفر پر غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔

ابتدا میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے علماء کو پیدا فرمایا جنہوں نے حق کو ظاہر فرمایا اور تاویلات باطلہ کا ابطال فرمایا مسئلہ ایمان حضرت ابی طالب بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے اور قدیما حدیثاً علماء کرام نے اس مسئلہ میں کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے اس فقیر کی معلومات کے مطابق ماضی قریب میں مولانا العلامہ محمد بن رسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان ابی طالب پر ایک رسالہ تحریر فرمایا اور ایمان ابی طالب کو دلائل کثیرہ سے ثابت فرمایا اس رسالہ میں علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن دلائل سے جن سے مخالفین نے عدم ایمان ابی طالب پر استدلال کیا تھا انہیں دلائل سے علامہ برزنجی نے ایمان ابی طالب ثابت کیا۔ فللّٰہ درہ

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات گیارہ صد تین ہجری ۱۱۰۳ھ میں ہوئی اس

کے بعد اسی مسئلہ پر حضرت علامہ سیّد احمد بن زینی دحلان مفتی الحرم رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام اسنی المطالب فی نجاۃ ابی طالب ہے یہ دونوں رسالے عربی زبان میں ہیں اور دوسرا رسالہ پہلے سے ماخوذ ہے اور پھر بہت ہی ماضی قریب میں حضرت مولانا العلامہ مولوی محمد برخودار رحمۃ اللہ علیہ ملتانی محشّی نبراس نے رسالہ اسنی المطالب کا اردو میں ترجمہ فرمایا اور اس کا نام ہے "القول الجلی فی نجاۃ عم النبی وابی علی" اور اس کے بعد اس موضوع پر علامہ صائم چشتی کی تصنیف منیف ہے۔ اللہ تعالیٰ زور قلم زیادہ عطاء فرماوے۔

مقدمہ ششم:

علوم دینیہ کے کئی شعبے ہیں، تدریس، افتاء، قضاء، تبلیغ، مناظرہ، تصنیف و تالیف اور ظاہر ایک آدمی یہ سارے کام نہیں کر سکتا، لہٰذا علماء کو یہ تمام کام باہم تقسیم کرنے ہونگے تو جب کوئی صاحب علم کسی ایک کام کو اختیار فرما کر سعی بلیغ کرتا ہے تو اس فقیر کو بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اس عالم دین کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے اور یہ کہ اس نے علماء کا ہاتھ بٹایا ہے ان چھ تمہیدی مقدمات کے بعد بندہ مختصر طور پر اصلی مقصد بیان کرتا ہے۔ ولنعم ما قیل تمنا مختصری ہے مگر تمہید طولانی۔

ایمان ابی طالب کے دلائل.

یہاں حضرت ابوطالب کے ایمان پر دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل اوّل:

حضرت ابوطالب کے کتب تاریخ میں کئی اشعار اور خطبات منقول ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ابوطالب کے دل میں تصدیق بالنبوۃ تھی اور انہوں نے

دلیل چہارم:

مسلم شریف میں ہے عن عبداللّٰہ بن حارث قال سمعت العباس یقول قلت یا رسول اللّٰہ ان اباطالب کان یحوطك وینصرك ویغضب لك فهل نفعه ذالك قال نعم وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ابوطالب آپ کی رعایت اور مدد کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں پر ناراض ہوتا تھا کیا اس بات نے اس کو نفع دیا۔ آپ نے فرمایا ہاں نفع دیا ہے میں نے اس کو بلند آگ میں پایا پس میں نے اس کو نہایت پتلی اور ہلکی آگ کی طرف نکالا۔ مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے عن عباس ابن عبدالمطلب انه قال یا رسول اللّٰہ هل نفعت اباطالب بشئی فانه کان یحوطك ویغضب لك قال صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم نعم هو فی ضحضاح من نار ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار اس حدیث اور پہلی حدیث کا ترجمہ تقریباً ایک جیسا ہے فرق صرف یہ ہے کہ دوسری حدیث میں یہ ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ابوطالب کو کوئی نفع دیا ہے آپ نے فرمایا میں نے نفع دیا ہے وہ پتلی آگ میں ہے اگر میری سفارش نہ ہوتی تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتا ہر دو حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی برکت اور سفارش سے حضرت ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے حالانکہ قرآن پاک میں کفار کے متعلق وارد ہے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ یعنی نہ تو کافروں کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی یہ آیت یا حدیث مبارکہ سب کفار کے لئے ہے کسی کافر کی تخصیص نہیں ہے اور حنفی اصول کے مطابق ابتداء وہ مخصص ہوتا ہے کہ قرآن کی آیت یا حدیث متواتر ہو اور مذکورہ بالا دو حدیث

متواتر نہیں ہیں تو اگر حضرت ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوتا تو ان کے عذاب میں کبھی تخفیف نہ ہوتی چونکہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوئی ہے لہٰذا وہ مومن ہیں۔ ان ہر دو حدیث کا بعض لوگ جواب دیتے ہیں یہ جواب اور اس کا رد دلیل پنجم کے بعد دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل پنجم:

مسلم شریف میں ہے عن ابی سعید الخدری ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح من النار فیبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت ان کو نفع دے گی اور پتلی آگ میں داخل کیا جائے گا جو ٹخنوں تک ہوگی اور اس کا دماغ اس آگ سے جوش کرے گا۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ قیامت میں حضرت ابوطالب کی شفاعت کرینگے اور یہ شفاعت حضرت ابوطالب کو نفع دے گی حالانکہ قرآن پاک میں ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ یعنی کفار کو شفاعت کنندگان کی شفاعت نفع نہ دے گی یہاں کفار اور شفاعت کنندگان ہر دو میں تعمیم ہے یعنی کسی کافر کو کسی شافع کی شفاعت نفع نہ دے گی اور حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابوطالب کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نفع دے گی تو اگر حضرت ابوطالب کی موت کفر پر ہے تو پھر شفاعت نفع نہ دے گی اور جبکہ شفاعت نفع دے گی تو معلوم ہوا کہ ابوطالب مومن ہیں یہاں دلیل چہارم اور پنجم پر منکرین ایمان حضرت ابوطالب دو اعتراض کرتے ہیں یا یوں کہیے کہ ان دلیلوں کے دو جواب دیتے ہیں۔